مؤسس و ایڈیٹر اول :- شیخ یعقوب علی تراب عرفانی الکبیر

مندرجہ ذیل احباب نے الحکم کے سیرت نمبر کی اشاعت میں حصہ لیا ہے جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

۱۔ جناب محمد شمس الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ کلکتہ (۲۵) کاپی

۲۔ جناب حکیم ظہیر الدین صاحب اروپ ...... (۱۰) کاپی

۳۔ عزیز محمود بشیر خلف الرشید جناب محمد بشیر احمد صاحب آف ڈیرہ دون جھنگ مگھیانہ ...... (۱۰) کاپی

دیگر مخلصین سے درخواست ہے کہ جلد سے جلد مطلوبہ کاپیوں کی تعداد سے مطلع فرما کر اس نمبر کی اشاعت میں حصہ لے کر عند اللہ ماجور ہوں۔

منیجر

جلد قدیم (۵۵) نمبر ۱۵-۱۶ | ۷/۱۴ مئی ۱۹۵۲ء مطابق ۱۰/۱۷ شعبان ۱۳۷۱ھ | جلد جدید دوم ۱۵-۱۶

انصار الحکم (خلافت نمبر)

الحکم کے خلافت نمبر کے لئے مندرجہ ذیل احباب نے ادارہ الحکم کی تحریک پر تعاون فرمایا۔ الحکم اپنے مخلص انصار کا دلی شکرگذار ہے۔ اور دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان احباب کو جزائے خیر اور ان کے اموال میں برکت دے۔ قارئین الحکم سے بھی استدعا ہے کہ وہ ان بزرگوں کے لئے دعا فرمائیں۔

مکرم ڈاکٹر حشمت اللہ خاں صاحب ربوہ
مکرم پیر صلاح الدین صاحب لاہور
مکرم شیخ محمد محسن صاحب لائل پور
مکرم غلام محمد صاحب امیر جماعت احمدیہ چک ۹۹ سرگودھا
مکرم شیخ مظفر الدین صاحب پشاور چھاونی
مکرم ضیاء اللہ صاحب لاہور
مکرم سید محمد یوسف صاحب ترکی ضلع جہلم
مکرم ڈاکٹر محمد اسمٰعیل صاحب کرٹیانوالہ
مکرم مرزا عبدالحق صاحب سرگودھا
مکرم چوہدری فیض احمد صاحب چک 22 E.B.
مکرم چوہدری محمد اسلم صاحب چھور
مکرم چوہدری ظفر اللہ خانصاحب نواب شاہ
مکرم فضل کریم صاحب۔ بوریوالہ
مکرم چوہدری عبدالغنی صاحب بی اے مگھیانہ
مکرم ملک سراج الدین صاحب سنٹرہال
مکرم ڈاکٹر گوہر دین صاحب ممن
مکرم کرنل ملک سلطان محمد خان صاحب کوٹ فتح خاں
مکرم خان بہادر چوہدری نعمت اللہ خانصاحب ریٹائرڈ سیشن جج
مکرم میجر حبیب اللہ خان صاحب دولمیال
مکرم لفٹیننٹ نواب علی صاحب سیالکوٹ
مکرم کیپٹن ملک خادم حسین صاحب جہلم
مکرم ماسٹر غلام احمد صاحب ککرالی
مکرم بابو بشیر احمد صاحب مومن
مکرم ڈاکٹر غلام مصطفےٰ صاحب اوکاڑہ
مکرم چوہدری محمد اسلم صاحب ہیرا سنگھ

تبلیغ کا بہترین موقعہ

حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب کی طرف سے الحکم کے خلافت نمبر کی دو سو کاپیاں اور جناب منیجر صاحب ایشو افریقن کمپنی کی طرف سے تیس کاپیاں کراچی میں معزز اور تعلیم یافتہ طبقہ میں تقسیم کی گئی تھیں۔ الحمد اللہ اکثر معززین نے الحکم کے خلافت نمبر کا بغور مطالعہ فرما کر اسے پسند فرمایا اور خواہش ظاہر کی ہے کہ آئندہ اگر الحکم کا کوئی نمبر شائع ہو تو ضرور بھجوائیں۔ اگر صاحب ثروت احباب اس طرف توجہ فرمائیں تو ان معززین کے نام الحکم مستقل طور پر جاری کیا جا سکتا ہے۔ اور انشاء اللہ تعالےٰ الحکم کا مستقل مطالعہ ان معززین کے لئے ہدایت کا موجب ہوگا۔
جو احباب کرام اس کار خیر میں حصہ لینا چاہتے ہوں وہ الحکم کا چندہ صرف پانچ روپیہ ارسال فرمائیں۔ تاکہ خواہش مند دوستوں کے نام پرچہ جاری کر دیا جائے۔ اس وقت دفتر میں (۲۵) خطوط وصول ہو چکے ہیں
واضح رہے کہ یہ چندہ محض تبلیغی مقصد کے لئے مقرر کیا گیا ہے امید ہے کہ صاحب استطاعت احباب پہلی فرصت میں اس کار خیر میں حصہ لے کر عند اللہ ماجور ہوں گے۔

منیجر الحکم

احکام القرآن

حضرت عرفانی الکبیر مدظلہ العالی کی تازہ تصنیف احکام القرآن کی جلدیں دفتر الحکم میں پہنچ گئی ہیں وہ احباب کرام جو حضرت عرفانی کبیر کی تصانیف کے قدر دان ہیں اُن کی خدمت میں ایک ہفتہ تک یہ کتاب بذریعہ وی پی ارسال ہوگی۔ مجھے توقع ہے کہ الحکم کے مخلص احباب اس وی پی کو حسب معمول وصول فرما کر ممنون فرمائینگے

خاکسار خالد عرفانی

الحکم کا سیرت نمبر

الحکم کا آئندہ پرچہ سیرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نمبر ہوگا۔ جو احباب کرام اس نمبر کی اشاعت میں حصہ لینا چاہیں وہ ازراہ کرم جلد سے جلد مطلوبہ کاپیوں کی تعداد سے اطلاع فرمائیں۔ نیز اگر دفتر الحکم کے ذریعہ بطور تبلیغ تقسیم کرانا چاہتے ہوں تو اپنے خط میں ہدایت فرما دیجئے گا۔ تقسیم کے لئے دس کاپیوں کی قیمت صرف چار روپیہ مقرر ہے۔ ایک پرچہ کی قیمت (۸/) ہوگی ——— منیجر الحکم

ضروری اطلاع:- الحکم کا مالی سال گذشتہ پرچہ کیساتھ ختم ہو چکا ہے نئے سال کی قیمت کیلئے وی پی جاری کئے جا رہے ہیں۔

حقائق و معارف

چونکہ وہ مبارک شروع ہو رہا ہے جو دنیا میں ایک عالمگیر انقلاب رمضان کا مہینہ ہے اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ حقائق و معارف کے باب میں ماہ انقلاب کی برکات و فضایل اور ان سے بہرہ اندوز ہونے کی راہوں پر کچھ بیان کروں۔ وباللہ التوفیق (عرفانی الکبیر)

(۱)

قرآن کریم کو رمضان کے مہینے سے ایک خاص نسبت ہے اس لئے قرآن کا نزول رمضان سے ایک خاص نسبت اور تعلق رکھتا ہے اللہ تعالیٰ نے رمضان کے مہینے کا ذکر کیا تو اس کے فضایل اور برکات کو ایسے عجیب و غریب اسلوب سے بیان کیا ہے کہ بے اختیار دل بول اٹھتا ہے۔

کہ یہ خدا کا کلام ہے

چنانچہ قرآن کریم فضایل رمضان میں بیان فرماتا ہے کہ

شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن

یعنی رمضان وہ ماہ مبارک ہے جس میں قرآن کریم کا نزول ہوا۔ اسی حقیقت پر غور کرو۔ روزہ کے فضایل اور برکات الگ ہیں لیکن سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ قرآن مجید کا نزول اس میں ہوا۔

اور قرآن کریم وہ کتاب مجید ہے جو لوگوں کو ظلمات سے نکال کر نور کی طرف لاتی ہے اور انکے ذکر و فکر کی قوتوں کو نشو و نما دیتی ہے۔ ہر ایک قسم کے رزایل نفس سے پاک کرتی ہے اسے شفا۔ ہدایت۔ نور۔ برہان کہا گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ وہ مبارک مہینہ ہے جس نے رحمۃ للعالمین کے ذریعہ ابواب رحمت کو تمام دنیا کے لئے کھول دیا ہے۔

(۲)

اس طرح پر رمضان کی فضیلت کا ذکر کر کے پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو کوئی تم میں سے اس مہینے کو پالے اسے چاہیے کہ وہ رمضان کے روزے رکھے اس میں ایک لطیف نکتہ قابل غور ہے اور وہ یہ ہے کہ روزہ ایک طریق رحمت ہے اس راستہ کو جب انسان کمال اخلاص اور اس کے پورے شرائط کے ساتھ اختیار کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اسکے لئے

ابواب رحمت کو کھول دیتا ہے

اور جب ہم روزہ کی تاریخ اسلام کو دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب وحی الٰہی کا نزول ہوا تو یہ وہ ایام تھے کہ آپ غار حرا میں جا کر گوشہ تنہائی میں معتکف ہوتے تھے اور روزہ رکھتے تھے دنیا اس سے غافل تھی کہ عالم الغیب خدا اس جہاد بالنفس کی حقیقت کو جانتا تھا۔

تزکیہ نفس کی ان مساعی کا نتیجہ یہ ہوا کہ آپ پر کلام الٰہی کا نزول شروع ہو گیا یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شہر رمضان کے فضایل میں ایک نہایت جامع مانع فقرہ فرمایا

انزل فیہ القرآن

اس میں قرآن کا نزول ہے

(۳)

قرآن کریم کو رمضان سے جو تعلق ہے وہ اس سے ظاہر ہے کہ اس مہینے کی آمد کے ساتھ ساری اسلامی دنیا میں ایک خاص قسم کا انقلاب پیدا ہو جاتا ہے اور قرآن مجید کی تلاوت اسکی قرات اس کے درس ہو جاتے ہیں۔ اور ہر شخص جو پڑھا ہوا ہے۔ وہ کم از کم ایک مرتبہ سارے مہینے میں قرآن مجید کی تلاوت کرتا ہے۔ بعض اس سے زیادہ مرتبہ اور جو پڑھنا نہیں جانتا وہ تراویح کی نماز میں اس کا سننا نہایت ضروری خیال کرتے ہیں

اسلامی دنیا کی کوئی بستی اور آبادی باقی نہیں رہتی جہاں قرآن مجید کا اس طرح پر نزول نہ ہوتا ہو دنیا کی کسی کتاب کو یہ مقام حاصل نہیں کہ وہ ایک مہینے کے اندر لاکھوں کروڑوں بلکہ بے گنتی بے گنتی دفعہ پڑھی جاوے اور سب افراد اس قوم کے اسے ایک بار سن لیں یہ

قرآن کریم کا ایک اعجاز ہے

اور قرآن کریم کے اس دعوے کی ایک زندہ اور غیر فانی شہادت ہے کہ رمضان کا وہ مہینہ ہے جس میں قرآن کریم کا نزول ہوا۔

(۴)

آؤ ذرا غور کریں کہ بے شک قرآن مجید اس طرح پر کرۂ ارض کی اسلامی آبادی میں پڑھا جاتا ہے اور ہر مسلمان اسے پڑھتا ہے یا کم از کم سنتا ہے اور رمضان کے ساتھ اس کو خاص تعلق ہے تو کیا اس کا اتنا ہی مقصد ہے کہ اسے پڑھیں یا سن لیں اور قرآن کریم کے آنے کی یہی غرض ہے اگر ہم یہ سمجھتے ہیں تو ہم نے باوجود قلب و دماغ کی عطا شدہ قوتوں کے کچھ نہیں سمجھا اور نعوذ باللہ ہم ان لوگوں میں داخل ہو جاتے ہیں۔ جن کے متعلق قرآن کریم کہتا ہے **لھم قلوب لا یفقھون بھا** ان کو دل تو دیئے گئے ہیں۔ لیکن وہ ان قلوب سے کام نہیں لیتے وہ سوچنے اور سمجھنے سے عاری ہیں۔ قرآن کریم کے پڑھنے اور سننے سے یہ مقصد جس کی طرف قرآن کریم اشارہ کرتا ہے پورا نہیں ہوتا۔ قرآن کریم تو تعلیمات سے نکال کر نور کی طرف لاتا ہے۔ اور تطہیر نفس کرتا ہے۔ تب انسان اسکی حقیقت اور برکات سے فائدہ اٹھاتا ہے اسی لئے فرماتا ہے **لا یمسہ الا المطھرون** قرآن کریم کے حقایق و معارف اور اسکی برکات و تاثیرات سے استفادہ کرنے کے لئے طہارت نفس نہایت ضروری ہے اور یہی قرآن کریم کی تلاوت کی روح ہے۔

قرآن کی برکات سے بہرہ ور ہونے کے لئے چار درجے ہیں اور ان چار مراتب کو قرآن کریم نے مختلف مقامات پر مختلف طریقوں سے بیان کیا ہے۔ لیکن یکجائی طور پر سمجھنے کے لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منصب نبوت کی جو تفسیر کی ہے اس سے بآسانی سمجھ میں آسکتا ہے۔

پہلا درجہ تلاوت قرآن کریم ہے دوسرا درجہ اس کا فہم ہے۔ تیسرا درجہ اس پر عمل کر کے تزکیہ نفس حاصل کرنا اور چوتھا درجہ اس کی تبلیغ و اشاعت کرنا ہے۔ جب تک انسان ان تمام مراحل کو طے نہیں کرتا۔ تب وہ نزول قرآن کے مقاصد کی تکمیل نہیں کرتا ہے قرآن کریم کی تلاوت کی اصل غرض عمل ہے اور عمل بدوں علم کے حاصل نہیں ہوتا اور انسان ایمان کے مقام اعلیٰ کو حاصل نہیں کر سکتا جب تک وہ اس صداقت اور روح کو جسے اس نے پایا ہے دوسروں تک نہ پہنچا لے اسی لئے وہ حکم دیتا ہے کہ **و تواصوا بالحق و تواصوا بالصبر** مومن اور اعمال صالحہ بجا لانے والے مومن ایک دوسرے کو حق کی نصیحت کرتے ہیں اور صبر کی نصیحت کرتے ہیں۔

(۵)

میرے دماغ کی بناوٹ اللہ کریم نے ایسی بنائی ہے۔ اور قرآن کریم کے متعلق ہجوم کرتے ہیں اور یہ مبالغہ اور تعلی نہیں بادل سے چلے آتے ہیں مضمون میرے آگے بلکہ فضل ربانی ہے والحمد للہ علیٰ ذالک۔

میں قرآن مجید اور رمضان کے متعلق گفتگو کر رہا تھا۔ میں نے بتایا ہے کہ روزہ کو قرآن کریم کے ساتھ ایک تعلق ہے روزہ رکھ کر قرآن کریم کی مشکل مقامات کا حل ہو جاتا ہے۔ بشرطیکہ روزہ صرف بھوکے پیاسے رہنے کا نام نہ ہو۔

روزہ کا جسم تو یہ ہے کہ فجر کے نمودار ہونے سے لے کر غروب آفتاب تک انسان کھانے پینے اور میاں بی بی کے تعلقات معاشرۃ کو ترک کر دے۔ لیکن اس سے روزہ کی تکمیل نہیں ہوتی۔ جسم بے شک بنا ہے مگر اس میں روح پیدا نہیں ہوتی۔ جسمانیات میں بھی تو ہم دیکھتے ہیں۔ کہ اگر کسی مقصد کے نتائج و ثمرات پیدا نہ ہوں تو اعمال کی حقیقت بھی معدوم ہو جاتی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔

"کتنے روزہ دار ہیں کہ انکو روزہ سے بجز گرسنگی کے کچھ حاصل نہیں اور کتنے ہی تہجد گذار ہیں جنکی نماز تہجد سے بجز بیداری کے کچھ حاصل نہیں" (ابن ماجہ)

روزہ کی فضیلت اور روح پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مختلف رنگوں میں روشنی ڈالی ہے مثلاً ایک موقعہ فرمایا جو شخص جھوٹ کو نہیں چھوڑتا تو اللہ تعالیٰ کو اسکی ضرورت نہیں۔ کہ وہ کھانے پینے کو چھوڑ دے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف کھانے پینے کے ترک سے وہ حقیقت پیدا نہ ہوتی جو روزہ کا اصل مقصد ہے اور بہت تھوڑے لوگ ہیں جو اس حقیقت کی تلاش میں سرگرم عمل ہوتے ہیں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس ارشاد نے واضح کر دیا ہے۔ کہ روزہ کی حقیقت کے لئے ضرورت ہے انسان اپنی

ہر قسم کی خواہشات نفسانیہ اور رزائل اخلاقیہ کو ترک کر دے اور اپنے اندر اپنے عمل سے وہ کیفیت پیدا کرے۔
جسے قوت ملکوتی کہا جاتا ہے

(۶)

فرشتوں کے متعلق یہ اعتقاد ہے کہ وہ کھاتے پیتے کچھ نہیں اور دائماً ذکر الٰہی کرتے ہیں اور
یفعلون ما یؤمرون
یعنے اللہ تعالےٰ کے احکام و اوامر کی کامل فرمانبرداری کرتے ہیں۔ پس ایک روزہ دار بظاہر (خواہ وہ ایک وقت معینہ کے لئے ہی ہو۔ کھانا پینا ترک کر کے اپنے اندر ایک ملکوتی صفت پیدا کرتا ہے تو اسے چاہئے کہ باقی امور میں بھی وہی روح اور رنگ پیدا کرے اور اس طرح یہ روزہ اسے تکمیل انسانیت کا ذریعہ ہوگا۔

پھر اس ارشاد نبوی سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ روزہ صرف کھانے پینے سے ہی نہیں ٹوٹ جاتا بلکہ اگر روزہ دار ان حدود انتظام کی پرواہ نہیں کرتا جو اس کی زبان اس کے کان اسکی آنکھ اور اس کے دوسرے اعضاء کے متعلق ہیں تو اس کا روزہ باقی نہیں رہتا اس لئے کہ اس کا نام تو بھوکا پیاسا رہنا رکھا گیا ہے۔ لوگ اس حقیقت کو سمجھتے بھی نہیں

میں قارئین الحکم کے سامنے یہ حقیقت رکھنا چاہتا ہوں وہ خوب غور کریں۔ یہ ایک لذیذ فلسفہ ہے کہ اعمال کا ایک جسم ہوتا ہے۔ ایک اسکی روح بظاہر یہ ایک حیرت انگیز بات معلوم ہوگی کہ اعمال کے جسم اور روح کا کیا تعلق؟

خود انسان ہی کو دیکھو کہ اگر اس کا جسم بڑا قوی بڑا خوب صورت ہو لیکن وہ صرف ایک لاش ہو یعنے اس میں روح نہ ہو تو سوائے اس کے کہ اسے دفن کر دیا جائے کسی کام نہیں آسکتا۔ وہ جسم کسی بڑے مفکر اور فلاسفر کا ہو یا کسی بڑے بادشاہ کا اسی طرح پر تمام انسان کے اعمال ایک جسم رکھتے ہیں۔ اور اسکی ایک روح ہوتی ہے۔ نماز کیسی ضروری اور اچھی چیز ہے لیکن یہ ظاہری ارکان قیام قعدہ۔ جلسہ سجدہ وغیرہ اس کا جسم ہیں اسکی روح وعواقب و نتائج ہیں جو اس ترکیب سے پیدا ہوتے ہیں۔ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ اگر یہ چیز اس میں پیدا نہ ہوتی تو خواہ کتنی ہی لمبی پڑی جاوے اس کی حقیقت اس سے زیادہ نہ ہوگی

کلید در دوزخ است آں نماز
کہ در چشم مردم گذاری دراز!

قرآن مجید نے اس حقیقت کو ایک دوسرے مقام پر واضح کیا ہے۔ جہاں قربانیوں کی حقیقت کی طرف متوجہ فرمایا۔ لن ینال اللہ لحومہا ولا دماؤھا ولکن ینالہ التقوی منکم تمہارے گوشت اور خون اللہ کو ہرگز نہیں پہنچتے اسے تو تقوی ہی پہنچتا ہے گویا قربانی کی اصل روح تو تقوی ہے باقی جسم ہے۔ اسی طرح پر روزہ کا جسم تو ان اعمال سے پیدا ہوتا ہے جو جسم کے متعلق رکھتے ہیں ترک طعام مشروبات کا ترک اور بی بی سے تعلقات کا ترک اس جسم میں روح ان تمام جوارح پر ایک حد قائم کر دینے سے پیدا ہوگی جو اس روزہ کی صیانت کرینگی اور تقوے کی حقیقت یہی ہے کہ حدود اللہ کی حد بندیوں کا احتراماً عمل کیا جاوے کیا ہی سچ فرمایا ؎

ہر اک نیکی کی جڑ یہ اتقا ہے
اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے

(۷)

روزے کی روح کے متعلق حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو میں نے سلسلہ وار بیان میں ذکر کیا ہے قرآن کریم خود اس حقیقت کو بیان فرماتا ہے۔ قرآن کریم سورہ بقرہ کے رکوع ۲۳ میں روزہ کا حکم دیا ہے۔ اس میں روزہ کے ثمرات و برکات کے متعلق تین باتیں فرمائی ہیں

(۱) لعلکم تتقون
تاکہ تم متقی بنجاؤ اور ہر قسم کے دکھوں سے بچ جاؤ

(۲) لتکبروا اللہ علی ما ھداکم
تاکہ تم اس عطا کے ہدایت پر اللہ تعالےٰ کی تکبیر کرو۔

(۳) لعلکم تشکرون
تاکہ تم اس نزول برکت جو قرآن شریف اور رمضان کے ذریعہ ہوئی ہے۔ حقیقی شکر گذار ہو جاؤ۔

قرآن کریم کے اس رکوع کے پڑھنے سے صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ روزہ کی روح کے لئے یہ تین اجزاء کامل ہیں تقوے اللہ۔ تکبیر اور شکر۔

پس جب تک یہ تین چیزیں تمہارے روزہ کے نتیجہ میں پیدا نہیں ہوتیں تو تمہارا عمل ایک تلاش سراب ہے اور بھی بے سود۔ جس قدر منزل کی طرف دوڑتے جاؤ گے منزل قریب ہونے کی بجائے دور ہوتی جائے گی۔

(۸)

رمضان کی فضیلت اور قرآن کریم اور رمضان کے تعلق کے متعلق میں اوپر ذکر کر آیا ہوں اس سلسلہ میں قرآن کریم نے رمضان اور دعا کی قبولیت اور اس کے ثمرات کا بھی ذکر کیا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ روزہ کو قرب الٰہی کے حصول کا بہت بڑا ذریعہ قرار دیا ہے چنانچہ فرمایا اذا سألک عبادی عنی فانی قریب جب میرا بندہ، میری نسبت سوال کرتا ہے تو یقیناً میں قریب ہوں یاد رکھو قریب اور بعید، کے الفاظ اپنے اصطلاحی یا لغوی معنوں میں اللہ تعالےٰ کے ساتھ کوئی تعلق مسافت کے لحاظ سے نہیں رکھتے بلکہ اسکی حقیقت یہی ہے کہ جس قدر انسان اپنے اندر صفات الٰہیہ کے انوار کا پرتو پیدا کرتا جاتا ہے۔ اسی قدر قرب الٰہی اس کو حاصل ہوتا جاتا ہے اور جس قدر وہ گناہ اور معصیت کی طرف جھکتا ہے اسی قدر دور ہوتا جاتا ہے ورنہ اللہ تعالےٰ تو فرماتا ہے کہ جس انسان کی شہ رگ سے بھی قریب ہوں۔

قرآن کریم کے ذکر میں اس قرب الٰہی کا بیان خاص تعلق رکھتا ہے رمضان انسان کے اندر عملاً گناہ سے نفرت پیدا کرتا ہے اس لئے اس کو قرب الٰہی کا ذریعہ قرار دیا۔ اس کی حقیقت یوں بھی سمجھ میں آسکتی ہے کہ حدیث میں آتا ہے کہ روزہ کا اجر اللہ تعالےٰ ہے اس کا یہی مطلب ہے کہ روزہ کی صحیح حقیقت پیدا کرنے سے اللہ کا قرب نصیب ہوتا ہے

قرآن کریم کا اسلوب بیان

قرآن کریم کی اعجازی قوت میں اسکا اسلوب بیان یہی ہے چنانچہ اس مقام پر اجیب کا لفظ فرمایا یہ لفظ نعمت کے لحاظ سے دو معنوں میں آتا ہے سوال ہو تو اس کے مقابلہ میں جواب دینا مراد ہوتا ہے اور مطالبہ ہو تو قبول کرنا، حقیقت ہوتی ہے یہاں اللہ تعالےٰ نے دونوں باتوں کو مدنظر رکھا ہے کہ دعاؤں کی قبولیت کا ثبوت ان کے جواب سے بھی ملتا ہے۔ یعنے ایسے مقرب باللہ لوگ خدا تعالیٰ کے کلام اور مبشرات سے بہرہ اندوز ہوتے ہیں۔ پھر اسی سلسلہ میں اس سے آگے ہی فرمایا۔
اجیب دعوۃ الداع اذا دعان میں پکارنے والے کی پکار کا جواب دیتا ہوں۔ یا اسے قبول کرتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پکارنے والے کے دل میں ایک تڑپ قرب الٰہی کے حصول کے لئے پیدا ہو۔ جب تک وہ تڑپ اور اضطراب نہ ہو اس دعا میں قبولیت کے آثار پیدا نہیں ہو سکتے

(۹)

قرب الٰہی کے لئے تڑپ اور اضطراب کا تقاضا ہے۔ اور مصائب کے وقت وہ خدا تعالےٰ کو پکارنے پر بے قرار ہو جاتا ہے۔ لیکن یہ حقیقی پکار نہیں۔ حقیقی پکار یہ ہے کہ زندگی کے ہر شعبہ میں اور اس کے ہر مرحلہ اور ہر حرکت و سکون میں وہ اللہ تعالیٰ کی طرف، متوجہ ہو اور اللہ تعالےٰ کی طرف توجہ اور اس کو پکارنے یا اس کے قرب کی تلاش کی ایک ہی صورت ہے کہ انسان اللہ تعالےٰ کا کامل فرمانبردار ہو اور احکام الٰہیہ کی تعمیل کا شوق اور اس کی منع کی ہوئی چیزوں سے نفرت اسکی فطرت ہو جائے۔

غرض رمضان کو قرآن کریم سے جو تعلق ہے اور رمضان کو قرب الٰہی اور قبول دعا سے جو تعلق ہے اور تمام امور پر غور کرنے سے یہ بات صاف طور پر سمجھ میں آجاتی ہے کہ گناہوں سے بچنے کا ایک ہی طریق ہے اور یہ کہ انسان قرآن کریم کی معرفت اور علم حاصل کرے اس سے وہ اس ایمان اور نور کو حاصل کرے گا جس سے وہ گناہ کی شناخت کر کے اس سے بچنے کی کوشش کرے گا اور ان طریقوں کا اسے علم حاصل ہوگا۔ جو اس مقصد کے لئے قرآن کریم نے بتائے ہیں اور قرآن کریم کے مطالب کو سمجھنے کے لئے روزہ کو بہت بڑا تعلق ہے۔ اس رکوع کو غور سے پڑھو تو تمہیں اس میں حقایق و معارف کا ایک بحر زخار نظر آئے گا۔

یاد رکھو خدا تعالیٰ کی رضا اور اس کے قرب کے حصول کے لئے ضروری ہے کہ انسان مشقتوں اور مشکلات میں سے گذرے روزہ اس کے لئے بڑا قیمتی سبق دیتا ہے اور بتاتا ہے کہ حصول رضائے ربانی کے لئے بعض اوقات انسان کو ان چیزوں کا ترک بھی لازم ہو جاتا ہے کہ جو اس کی ضروریات زندگی کا جزو اعظم ہیں۔ اور جب تک اس قربانی کے لئے وہ تیار نہیں ہو جاتا اس وقت تک تو وہ مقصد جو رضائے الٰہی اور قرب ربانی ہے کا ہے حاصل نہیں ہوتا۔ یہاں ایک طبعی سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا خدا تعالیٰ کو ضرورت ہے۔ کہ ہم کو مشقتوں میں ڈالے اس کا جواب خود قرآن کریم میں اس جگہ موجود ہے

یرید اللہ بکم الیسر و لا یرید بکم العسر

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

گذشتہ سے آگے

یہ جو فرمایا ہے کہ وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا (پارہ ۲۱) یعنی ہمارے راہ کے مجاہد راستہ پاویں گے۔ اس کے معنے یہ ہیں کہ اس راہ میں پیمبر کے ساتھ مل کر جدوجہد کرنا ہوگا۔

مجاہد کا کام

ایک دو گھنٹہ کے بعد بھاگ جانا مجاہد کا کام نہیں۔ بلکہ جان دینے کے لئے تیار رہنا۔ اس کا کام ہے۔ سو متقی کی نشانی استقامت ہے۔ جیسے کہ فرمایا۔ اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا یعنی جنہوں نے کہا کہ رب ہمارا اللہ ہے۔ اور استقامت دکھائی اور ہر طرف سے منہ پھیر کر اللہ کو ڈھونڈا۔ مطلب یہ کہ کامیابی استقامت پر موقوف ہے۔ اور وہ اللہ کو پہچانتا اور کسی ابتلاء اور زلازل اور امتحان سے نہ ڈرتا ہے۔ ضرور اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ مورد مخاطبہ و مکالمہ الٰہی انبیاء کی طرح ہوگا۔

ولی بننے کیلئے ابتلاء ضروری ہیں

بہت سے لوگ یہاں آتے ہیں۔ اور چاہتے ہیں کہ پھونک مار کر عرش پر پہنچ جاویں۔ اور واصلین سے ہو جاویں ایسے لوگ ٹھٹھا کرتے ہیں۔ وہ انبیاء کے حالات کو دیکھیں۔ یہ غلطی ہے جو کہا جاتا ہے۔ کہ کسی ولی کے پاس جا کر صدہا ولی فی الفور بن گئے۔ اللہ تعالیٰ تو یہ فرماتا ہے کہ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْٓا اَنْ یَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَھُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ (پارہ ۲۰) جب تک انسان آزمایا نہ جائے۔ فتن میں نہ ڈالا جائے وہ کب ولی بن سکتا ہے۔

ایک مجلس میں بایزید وعظ فرما رہے تھے وہاں ایک مشائخ زادہ بھی تھا۔ جو ایک لمبا سلسلہ رکھتا تھا۔ اس کو آپ سے اندرونی بغض تھا۔ اللہ تعالیٰ کا یہ خاصہ ہے کہ پرانے خاندان کو چھوڑ کر کسی اور کو لیتا ہے۔ جیسے بنی اسرائیل کو چھوڑ کر بنی اسماعیل کو لے لیا کیونکہ وہ لوگ عیش و عشرت میں پڑ کر خدا کو بھول گئے ہوئے ہیں۔ وَتِلْکَ الْاَیَّامُ نُدَاوِلُھَا بَیْنَ النَّاسِ (پارہ ۴) سو اس شیخ زادے کو خیال آیا کہ یہ معمولی خاندان کا آدمی ہے۔ کہاں سے ایسا صاحب خوارق آگیا۔ کہ لوگ اسکی طرف جھکتے ہیں۔ اور ہماری طرف نہیں آتے یہ باتیں خدا تعالیٰ نے حضرت بایزید پر ظاہر کیں۔ تو انہوں نے ایک قصہ کے رنگ میں یہ بیان شروع کیا کہ ایک جگہ مجلس میں رات کے وقت ایک لمپ میں پانی سے ملا ہوا تیل جل رہا تھا۔ تیل اور پانی میں بحث ہوئی۔ پانی نے تیل کو کہا کہ تو کثیف اور گندہ ہے۔ اور باوجود کثافت کے میرے اوپر آتا ہے۔ میں ایک مصفا چیز ہوں اور طہارت کے لئے استعمال کیا جاتا ہوں۔ لیکن نیچے ہوں اس کا باعث کیا ہے۔ تیل نے کہا جس قدر صعوبتیں میں نے کھینچی ہیں۔ تو نے وہ کہاں جھیلی ہیں۔ جس کے باعث یہ بلندی مجھے نصیب ہوئی ایک زمانہ تھا جب میں بویا گیا۔ زمین میں مخفی رہا۔ خاکسار ہوا۔ پھر خدا کے ارادہ سے بڑھا، بڑھنے نہ پایا کہ کاٹا گیا، پھر طرح طرح کی مشقتوں کے بعد صاف کیا گیا۔ کولھو میں پیسا گیا۔ پھر تیل بنا اور آگ لگائی گئی۔ کیا ان مصائب کے بعد بھی میں بلندی حاصل نہ کرتا۔

اہل اللہ مصائب و شدائد کے بعد درجات پاتے ہیں

یہ ایک مثال ہے کہ اہل اللہ، مصائب و شدائد کے بعد درجات پاتے ہیں۔ لوگوں کا یہ خیال خام ہے۔ کہ فلاں شخص فلاں کے پاس جا کر بلا مجاہدہ و تزکیہ یکدم میں صدیقین میں داخل ہو گیا قرآن شریف کو دیکھو کہ خدا کس طرح تم پر راضی ہو۔ جب تک تم پر مصائب و زلازل نہ آویں۔ جنہوں نے بعض وقت تنگ آکر یہ بھی کہہ دیا کہ حَتّٰی یَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَہٗ مَتٰی نَصْرُ اللّٰہِ اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ (پارہ ۲) اللہ کے بندے ہمیشہ بلاؤں میں ڈالے گئے۔ پھر خدا نے ان کو قبول کیا۔

ترقیات کی دو راہیں

صوفیوں نے ترقیات کی دو راہیں لکھی ہیں۔ ایک سلوک دوسرا جذب۔ سلوک وہ ہے جو لوگ آپ عقلمندی سے سوچ کر اللہ و رسول کی راہ اختیار کرتے ہیں۔ جیسے فرمایا قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ (پارہ ۳) یعنے تم اللہ کے پیارے بننا چاہتے ہو تو رسول اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیروی کرو۔ وہ ہادی کامل وہی رسول ہیں جنہوں نے وہ مصائب اٹھائیں کہ دنیا اپنے اندر نظیر نہیں رکھتی، ایک دن بھی آرام نہ پایا۔ اب پیروی کرنے والے بھی حقیقی طور سے وہی ہوں گے۔ جو اپنے متبوع کے ہر قول و فعل کی پیروی، پوری جدوجہد کریں متبع وہی ہے۔ جو سب طرح پیروی کریگا۔ سہل انگار و سخت گذار کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کے غضب میں آوے گا۔ یہاں جو اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کا حکم دیا۔ تو سالک کا کام یہ ہونا چاہئے۔ کہ اول رسول اکرم کی مکمل تاریخ دیکھے اور پھر پیروی کرے۔ اسی کا نام سلوک ہے۔ اس راہ میں بہت مصائب و شدائد ہوتے ہیں۔ ان سب کو اٹھانے کے بعد ہی انسان سالک ہو جاتا ہے۔

اہل جذب کا درجہ

اہل جذب کا درجہ سالکوں سے بڑھا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں سلوک کے درجہ پر ہی نہیں رکھتا۔ بلکہ خود ان کو مصائب میں ڈالتا اور جاذبہ ازلی سے اپنی طرف کھینچتا ہے کل انبیاء مجذوب ہی تھے۔ جس وقت انسانی روح کو مصائب کا مقابلہ ہوتا ہے ان سے فرسودہ کار اور تجربہ کار ہو کر روح چمک اٹھتی ہے۔ جیسے کہ لوہا یا شیشہ اگرچہ چمک کا مادہ اپنے اندر رکھتا ہے لیکن صیقل کے بعد ہی مجلّیٰ ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ اس میں منہ دیکھنے والے کا منہ نظر آجاتا ہے۔ مجاہدات بھی صیقل کا ہی کام کرتے ہیں دل کا صیقل یہاں تک ہونا چاہئے کہ اس میں سے بھی منہ نظر آجاوے۔ منہ کا نظر آنا کیا ہے؟ تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ کا مصداق ہونا۔ سالک کا دل آئینہ ہے۔ جس کو مصائب، شدائد اس قدر صیقل کر دیتے ہیں کہ اخلاق النبی اس میں منعکس ہو جاتے ہیں۔ اور یہ اس وقت ہوتا ہے۔ جب بہت مجاہدات اور تزکیوں کے بعد اس کے اندر کسی قسم کی کدورت یا کثافت نہ رہے تب یہ درجہ نصیب ہوتا ہے۔ ہر ایک مومن کو ایک حد تک ایسی صفائی کی ضرورت ہے۔ کوئی مومن بلا آئینہ ہونے کے نجات نہ پائے گا۔ سلوک والا خود یہ صیقل کرتا ہے۔ اپنے کام سے مصائب اٹھاتا ہے۔ لیکن جذبہ والا مصائب میں ڈالا جاتا ہے۔ خدا خود اس کا صیقل ہوتا ہے اور طرح طرح کے مصائب و شدائد سے صیقل کر کے اس کو آئینہ کا درجہ عطا کرتا ہے دراصل سالک و مجذوب دونو کا ایک ہی نتیجہ ہے۔ سو متقی کے دو حصے ہیں۔ سلوک و جذب۔

ایمان بالغیب

تقوے جیسا کہ میں بیان کر آیا ہوں کسی قدر تکلف کو چاہتا ہے۔ اسلئے فرمایا کہ ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ (پ) اس میں ایک تکلف ہے مشاہدہ کے مقابل ایمان بالغیب لانا ایک قسم کے تکلف چاہتا سو متقی کے لئے ایک حد تک تکلف ہے۔ کیونکہ جب وہ صالح کا درجہ حاصل کرتا ہے تو پھر غیب اس کے حاصل کرتا ہے تو پھر غیب اس کیلئے غیب نہیں رہتا۔ کیونکہ صالح کے اندر سے ایک نہر کھلتی ہے جو اس میں سے نکل کر خدا تک پہنچتی ہے۔ وہ خدا اور اسکی محبت کو اپنی آنکھ سے دیکھتا ہے۔ کہ مَنْ کَانَ فِیْ ھٰذِہٖٓ اَعْمٰی فَھُوَ فِی الْاٰخِرَۃِ اَعْمٰی اسی سے ظاہر ہے کہ جب تک انسان پوری روشنی اسی جہان میں نہ حاصل کرے۔ وہ کبھی خدا کا منہ نہ دیکھے گا سو متقی کا کام یہی ہے کہ وہ ہمیشہ اپنے سرمہ تیار کرتا رہے جس سے اس کا روحانی نزول الماء دور ہو جاوے۔ اس سے ظاہر ہے کہ متقی شروع میں اندھا ہوتا ہے۔ مختلف کوششوں اور تزکیوں سے وہ نور حاصل کرتا ہے پس جب سوجاکھا ہو گیا۔ اور صالح بن گیا۔ پھر ایمان بالغیب نہ رہا اور تکلف بھی ختم ہو گیا جیسے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو برائ العین اسی عالم میں بہشت و دوزخ وغیرہ سب کچھ مشاہدہ کرایا گیا۔ جو متقی کو ایک ایمان بالغیب کے رنگ میں ماننا پڑتا ہے وہ تمام آپ کے مشاہدہ میں آگیا۔ اس آیت میں اشارہ ہے کہ متقی اگرچہ اندھا ہے اور تکلف کی تکلیف میں ہے۔ لیکن صالح ایک دارالامان میں آگیا ہے۔ اور اس کا نفس نفسِ مطمئنہ ہو گیا ہے متقی اپنے اندر ایمان بالغیب کی کیفیت رکھتا ہے۔ وہ اندھا دھند طریق سے چلتا ہے۔ اسکو کچھ خبر نہیں۔ ہر ایک بات پر اس کا ایمان بالغیب ہے۔ یہی اس کا صدق ہے اور اس صدق کے مقابل خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ فلاح پائیگا اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔

نازک خیال الحکم کے دوستو ممنون رہیں
مجھے ہمیشہ اپنے رب کی عجیب نوازیوں پر
ناز رہا ہے اور میرا سر ہمیشہ ندامت سے
جھک جاتا رہا کہ اس نے اپنے اس سراپا
خطاکار بندے کو حضرت مسیح موعودؑ کی جوتیوں
کے صدقہ میں ایسے طور پر متکفل فرمایا کہ

میں شرمندہ ہوتا ہوں

یہ اس کی شان کریمی کے مظاہرے ہیں اس
سلسلہ میں بہت کچھ کہہ سکتا ہوں کہ اپنی ذات
کے لئے میرا ہاتھ کسی کے سامنے نہیں پھیلا
اور دستاویزی شہادت رکھتا ہوں۔ اس
وقت حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کا
ایک بیان جو آپ نے موکدبہ قسم جماعت
کے ہزاروں انسانوں کے سامنے دیا پیش کرتا
ہوں۔ اگر اس پر بھی آپ کے دلمیں کاسہ
گدائی کی گدگدی ہوتی رہی تو مزید لکھونگا

حضرت خلیفہ اول رض کا اعلان

۱۹۰۸ء کے سالانہ جلسہ میں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی
وفات کے بعد پہلا جلسہ تھا۔

"ایسے لوگ جیسے خواجہ کمال الدین ہیں
اور ڈاکٹر یعقوب بیگ ہیں یا سید
محمد حسین یا سید حامد شاہ۔ مولوی
غلام حسن۔ مولوی محمد علی۔ مولوی شیر علی
مفتی محمد صادق۔ خلیفہ رشید الدین۔
حکیم فضل الدین شیخ یعقوب علی
سید محمد احسن ہیں اور صدر انجمن کے
ممبر جن کاموں کے لئے روپیہ کو لیتے
ہیں میں لا الہ الا اللہ وحدہ
لا شریک کو یاد کر کے ایک غلیظ
قسم کے ساتھ کہتا ہوں
**یہ اپنے اغراض کے لئے یا فریب
یا دھوکہ سے روپیہ نہیں لیتے**

یہ تو کاسہ گدائی کا مختصر جواب ہے۔ اسی
سلسلہ میں ایک اور امر بیان کر جاتا ہوں
تفصیل پھر لکھوں گا کہ حضرت خلیفہ اول رض
نے مجھ سے الحکم کو بند نہ کرنے کی بیعت
لی چنانچہ واقعہ تفصیل سے ۷ فروری
۱۹۱۱ء کے الحکم میں شائع ہوا جس کا آخری
حصہ یہ ہے۔

"میں نے عرض کیا حضور طبیب ہیں میری
یہ قوت تخیلی اخبار ہی سے بڑھتی ہے
اس سے پہلے ایک مرتبہ اوائل خلافت
میں حضور نے عہد لیا تھا کہ میں اخبار
کو کبھی نہیں چھوڑوں گا۔ اب اگر یہی
قوت تخیل کو بڑھاتی ہے تو پھر اجازت
دیں کہ میں اسے بند کر دوں
فرمایا ہرگز نہیں تم اس فرض
کو خوب سمجھتے ہو اور یہاں
جو لوگ اس کام کو کرتے ہیں
ان سے بہتر ہو میں اجازت
نہیں دیتا یہی کام کرو۔"

میرے لئے اور میری نسل کے لئے طرۂ
امتیاز رہیگا کہ وہ الحکم کو اسی نہج پر جاری
رکھیں۔ رامہ صاحب کو شاید سمجھ آ جائیگی
کہ حضرت خلیفہ اول رض نے الحکم کے مدیر کو گالیاں
دینے والا سمجھ کر الحکم کو جاری رکھنے کی بیعت
نہ لی تھی۔ انہیں کیا معلوم ہے کہ وہ پنجاب
بھر کے ایڈیٹروں میں صرف تین ہی کے قائل
تھے (۱) مرحوم چشتی صاحب (۲) یہ نابکار
اور تیسرے درجہ پر مولوی انشاء اللہ خاں
مرحوم اور رامہ صاحب کو یہ بھی معلوم رہے
کہ اپنی زندگی کے آخری دنوں میں الحکم کی
تولیت اپنے ہونے والے جانشین ایدہ اللہ
بنصرہ العزیز کے سپرد فرمائی تھی۔ اللہ تعالیٰ
جو علیم بذات الصدور ہے میں نے یہ سطور
اپنے نفس کو موٹا کرنے کے لئے نہیں لکھیں اور
نہ اپنے خطاکار بھائی (جسے میں بچوں کے برابر
سمجھتے حق پر ہوں) کی دل آزاری کے لئے
میرا مقصد صرف یہ ہے کہ لوگ حقیقت کو سمجھ
لیں میں نے منیجر الحکم کو لکھ دیا ہے کہ وہ رامہ
صاحب کا چندہ اگر وصول ہو گیا ہے۔ واپس
کر دیں۔ اور آئندہ انکو کسی قیمت پر
اخبار نہ دیں۔

میں الحکم کو اسی جذبہ کے ماتحت
جاری رکھنا اپنا فرض سمجھتا ہوں جسکو لیکر
وہ جاری ہوا تھا۔ میں اسے جاری رکھنے
پر مجبور ہوں کہ اسی مقصد کے لئے الگ
بیعت کر چکا ہوں۔ اور اس لئے بھی کہ یہ
اس نعمت کا شکریہ ہے جو اللہ تعالیٰ
نے مجھے دی۔ میں اسکی اشاعت کیلئے تحریک
صرف اس لئے کرتا ہوں۔ کہ ایسے لوگ
قوت یقین کو پیدا کریں
جو حضرت اقدس کے کلمات طیبات سے
ملتی ہے اور اس میں میرے مخاطب وہ لوگ
ہوتے ہیں جو اپنے محسن آقا سے محبت رکھتے
ہیں اور ان کلمات سے روشنی حاصل
کرنا چاہتے ہیں۔ جو لوگ اسے گالیاں
سمجھتے ہیں وہ کیوں اپنے آپ کو تکلیف
دیتے ہیں۔

الحکم نے ابتلاؤں میں پرورش پائی
اور ابتلا اسکے ساتھ رہیں گے۔ اس لئے وہ
ان باتوں کی پرواہ نہیں کرتا۔ سال
میں ایک پرچہ نکلے ایک صفحہ کا نکلے اس کے
پڑھنے والا ایک ہی ہو میں تب بھی خوش
رہوں گا۔ مگر انشاء اللہ العزیز ایسا
نہیں ہوگا۔ اب آخر میں وہ مضمون درج
کرتا ہوں جس کا اوپر حوالہ دیا ہے۔

سر ذنوب

الحکم کی گذشتہ اشاعت میں جو تازہ ترین حالات
ایوان خلافت کے ضمن میں لکھا گیا تھا کہ
حضرت نے فرمایا کہ خواجہ صاحب کے کسی
مضمون کے خلاف حضرت کچھ فرمانے کا ارادہ
رکھتے ہیں۔ ۲۸ جنوری ۱۹۱۱ء کو جناب خواجہ
صاحب شام کے وقت حضرت کی خدمت
میں حاضر ہوئے۔ مجھے افسوس سے ظاہر
کرنا پڑتا ہے کہ میرے اس بیان کو نہایت ہی
برے معنوں میں لیا گیا ہے اور اس سے یہ
مراد لی گئی کہ میں گویا خواجہ صاحب کی عزت
پر نعوذ باللہ حملہ کرتا ہوں اور دوستوں،
دشمنوں میں انکی مخالفت پیدا کرنا چاہتا
ہوں۔ میں نہیں جانتا کہ میری نیت پر کسی
شخص کو حملہ کرنے کا کیا حق حاصل ہے اور
ہر شخص خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کے سوا
کیوں اپنے لئے جائز سمجھتا ہے کہ میں انکا
زر خرید غلام ہوں میں اخوت
کے اصولوں پر ہر احمدی کا اپنے آپ کو خادم
یقین کرتا ہوں۔ مگر جہاں حق گوئی کا
سوال ہو۔ وہاں کوئی چیز مجھے اس سے
روک نہیں سکتی اس کے متعلق ایک مختصر
سا مضمون میں نے دوسری جگہ نہایت
نرم الفاظ میں لکھنے کی کوشش کی ہے مجھے
افسوس ہے کہ خواجہ صاحب کو بلا وجہ
اس سے رنج کرنیکا موقعہ ملا میں نے حضرت
خلیفۃ المسیح کے ملفوظات کے ضمن میں ایسے
لکھ دیا تھا واللہ مجھے معلوم بھی نہیں کہ وہ
کیا مضمون تھا۔ جب تک حضرت اس کا
ذکر نہ کرتے۔

میرے دوستو! حضرت خلیفۃ المسیح
کوئی بات پردہ میں کرنے کے عادی نہیں
اللہ تعالیٰ نے انہیں حق گوئی کا اعلیٰ وصف
عطا فرمایا ہے اور وہ ہیں اگر کچھ سمجھاتے
ہیں تو اپنا فرض ادا کرتے اور ہماری بھلائی
کو مقصود رکھتے ہیں۔ یہ فقرہ ضمناً مجھے
اس لئے لکھنا پڑا کہ خواجہ صاحب قبلہ
کو اس بات نے سخت رنج دلایا اور انہیں
اپنے احباب کو خطوط لکھنے پڑے کہ وہ الحکم
کے متعلق خاص توجہ فرمائیں۔ میں ان
خطوط کے مضمون کے متعلق کوئی بحث نہیں
کرتا۔ البتہ ان دوستوں کو آگاہ کرتا
ہوں کہ وہ ان خطوط کی ضرور تکریم کریں
کیونکہ میں خواجہ صاحب کو اپنا
واجب الاحترام دوست نہیں بھائی یقین
کرتا ہوں۔ ہاں یہ ضرور عرض کر دوں
گا کہ **الحکم** کا اجرا۔ بقا کسی شخص
کی زندگی اور موت سے وابستہ نہیں۔
اور نہ کسی خاص شخص پر اس کا انحصار
ہے اللہ تعالیٰ ہی اس کا مربی اور محسن ہے۔
ہاں خدا تعالیٰ نے حضرت خلیفۃ المسیح کے
دل میں یہ تڑپ ڈال رکھی ہے کہ وہ کام جو
حضرت کی زندگی میں شروع ہوا۔ کسی
صورت میں بند نہ ہو۔

میں نفس مضمون سے دور چلا گیا
حضرت نے خواجہ صاحب کے اس مضمون کے
متعلق کچھ سنانے کا وعدہ فرمایا وہ مضمون
گناہ کا ہے چنانچہ دوسرے دن آپ نے
اپنی بیاض منگوا کر سر ذنوب پر ایک تقریر
فرمائی جو الحکم کی دوسری اشاعت میں درج
کروں گا اور اس کے ساتھ ہی ملفوظات جو ۲۸
و ۲۹ جنوری کو آپ نے فرمائے اور وہ مضمون
لذیذ ہوگا۔ میرے دوست اگر میری تحریروں
سے جو میں نے محض حضرت کے کلمات کو محفوظ
کرنیکی نیت سے لکھی ناراض ہوتے ہیں۔ تو ہوں
میں نے ان کو ناراض کرنا نہیں چاہا۔ اللہ کریم
میرے دل کو جانتا ہے اور میں کب تک
انہیں خوشامد سے خوش کروں گا۔

اللہ کی رضا مقصود ہونی چاہئے

اور وہ مجھے حاصل ہو جائے تو خواہ ساری
دنیا بھی ناراض ہو تو کیا میں اپنے مقصد کو
پالوں گا۔ خدا مجھے توفیق دے۔ آمین

میرے لئے اللہ ہی بس ہے

صاف گوئی اعلیٰ درجہ کی خوبی ہے۔ مگر اسکے
کرنے کے لئے بعض اوقات انسان کو بڑی مشکلات
میں سے گذرنا پڑتا ہے۔ لیکن یہ مشکلات اس
دل و دماغ کو پریشان کر سکتی ہیں۔ جسکو خدا کے
فضل نے ان کے برداشت کرنیکا عادی نہیں
بنایا۔ اخبار نویسی کی زندگی ہی مشکلات کے
مجموعہ کا نام ہے اور ایک شخص کا میدان میں
آنا اس امر کی گارنٹی ہے کہ وہ مخالفانہ راؤں
اور نکتہ چینیوں کے سننے کے لئے تیار ہے اسے
پہلا سبق جو دیا جاتا ہے وہ یہی ہوتا ہے۔
"ڈرتا ہے تو مت لکھ۔ لکھتا ہے تو مت ڈر"
پس جو آدمی اس منزل سے گذر جائے وہ کسی
تعریف اور مذمت کی جو واقعات کی بناء پر نہیں
ہو پرواہ نہیں کرتا اور اسے نہیں کرنی چاہئے
الحکم کا ایڈیٹر اس سے مستثنیٰ نہیں وہ سب سے
صلح کا عہد تو باندھنا چاہتا ہے اسلئے اسلام
آشتی کا مظہر ہے۔ اور سلسلہ عالیہ احمدیہ جمالی
صفات کا آئینہ مگر اس عہد صلح میں وہ حق گوئی کو
سوختنی قربانی بنانے کو تیار نہیں۔ آریہ اسکے
دشمن۔ عیسائی اس کے دشمن مخالف الرائے
مسلمان اس کے بدخواہ وہ کس کس سے مداہنت
کے رنگ میں اپنے مرکز سے ہٹ کر صلح کریگا جن
دوستوں کو اسکی کسی رائے سے اختلاف ہوگا۔
وہ اس سے کیونکر خوش ہوں گے اسلئے قدرت نے
اسے ایسے مقام پر کھڑا کیا ہے۔ جہاں اسے جب
تک بھی مشیت ایزدی کے ماتحت کھڑا رہنا
پڑے گا۔ کچھ نہ کچھ اگانوں بیگانوں سے سننا
پڑیگا۔ وہ پہلے ہی بعض ابتلاؤں میں ہے۔
قدرت اگر اس قدر اضافہ کرے تو اسے بھی اللہ
کے کسی فضل کا پیش خیمہ سمجھ کر لبیک کہیگا۔ اور
اس کے سوا چارہ ہی کیا ہے یا الحکم کی زندگی

اور موت کے متعلق میرے بعض دوستوں کو کشمکش ہے۔ بعض اسکی زندگی پر موت کو ترجیح دیتے اور اگر وہ چاہتے ہیں۔ کہ اگر اسے زندہ رہنا ہے تو وہ ضمیر فروش ہو کر اور اپنی رائے اور خیال کو بیچ دے۔ مگر وہ ضمیر فروش کہلانیکی بجائے ایسے دوستوں کے حکم کی تعمیل کرنے کو پسند کرتا ہے اور اپنے گلے میں اہام کی، غلامی کے رسن کو اپنے لئے کافی سمجھتا ہے میں نے الحکم کسی شخص کی امداد کے بھروسہ پر جاری نہیں کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ ہی کے فضل پر بھروسہ کر کے جاری کیا تھا اور اسی کے فضل سے وہ ابتک جاری ہے۔ اور جاری رہیگا۔ جبتک اللہ تعالےٰ چاہے گا۔ یہ امر میرے اختیار سے باہر ہے کہ میں کسی شخص کو خواہ میرا دوست ہو یا دشمن بھائی ہو یا پرایا کسی مضمون کا وہ مفہوم لینے سے روک سکوں جو میرے وہم و گمان میں بھی نہیں اس امر کو شاید تفصیل سے لکھنا پڑے۔ اس لئے میں سردست صرف اس قدر کہنا چاہتا ہوں کہ جو لوگ الحکم کی موت کے وارنٹ پر دستخط کرنیکی دوسروں کو تحریک کرتے ہیں وہ بیشک کھلے دل سے یہ کام کریں۔ اور تھکیں نہیں اور ہمت نہ ہاریں۔ اور میں ان سرپرستانِ الحکم کو بھی توجہ دلاتا ہوں کہ جنکی خدمت میں بذریعہ خطوط انہوں نے التماس کی ہے وہ ان کے پاس خاطر کریں اور انکی درخواست کو رد نہ کریں۔ کیونکہ میں ایسے دوستوں کو مایوس کرنا نہیں چاہتا اور نہیں تو اس رنگ میں ہی خوش ہوں۔ بلا سے اگر وہ الحکم کی موت سے خوش ہو سکتے ہیں تو اسی سے ہوں۔ دین ہم اندر عاشقی بالائے غمہائے دگر میں انکی خوشی کے لئے ایسی بلاؤں کو اپنے سر پر لینے کو طیار ہوں بقول حضرت امام علیہ السلام

ایدل تو نیز خاطر اینان نگاہدار
کافر کنند دعوے حب پیمبرم

کیونکہ غداری اور ضمیر فروشی کے مقابلہ میں ہی دانہ موت شہادت کا رنگ رکھتی ہے۔ الحکم ضمیر فروش کہلا کر مرنا نہیں چاہتا ہے یہ تو فخر ہوگا کہ دشمنوں نے نہیں بلکہ

دوستوں نے اپنے لئے شہید کیا ہی الحکم کا جرم کیا ہے؟ یہ فردِ جرم مجھے آپ ہی ہٹانا پڑے گا۔ الحکم کے ولی خیر خواہوں کے لئے یہ سطور شاید دلشکن ہوں مگر نہیں وہ ہراساں نہ ہوں اور غمگین مت بنیں۔ بلکہ دعا کریں۔ بلکہ دعا کریں اور اپنی غمگینی اور اضطراب کو دعا کا ذریعہ قرار دیں۔ وہ میرے لئے خصوصیت سے دعا کریں۔ میرے بعض دوست مجھے امتحان میں ڈالنا چاہتے ہیں۔ اور امتحان سخت مشکل ہے۔ اگر **حضرت خلافت** پناہ ایدہ اللہ بنصرہ کی تسلی اور اطمینان میرے لئے **تو ہدایت** نہ ہو۔ تو میں گھبرا جاؤں۔ مگر خدا اپنے فضل سے مجھے انکی غلامی میں ڈال دیا ہے۔

جسکی غلامی پر لاکھوں آزادیاں قربان ہیں

اور الحکم کے بقا اور استحکام کو دل سے چاہتا ہے۔ اس نے مجھے الحکم کے اجرا کا عہد ہے۔ اس لئے میں اس عہد کو نبھانے کے لئے خدا سے توفیق چاہتا ہوں۔ اور اس کا عہد لینا ہی میرے لئے تسلی کا موجب ہے۔ کہ اس میں الحکم کے احیاء اور بقا کی روشنی مجھے نظر آتی ہے مجھے اپنے مولیٰ پر بھروسہ ہے جس کے فضل کو اس کے ہمدرد کی دعائیں میرے لئے جذب کریں گی۔ میں، آخر میں اپنے دلی دوستوں اور ہمدردوں سے التماس کرتا ہوں۔ کہ میں نے چودہ سال تک اپنی بساط کے موافق ایک خدمت کی ہے اور خدا کا شکر ہے کہ اس نے مجھے توفیق دی اور میرے جیسے بیکس اور حقیر انسان کو یہ سعادت عطا کی ان دیرینہ تعلقات کی بنا پر میں اپنے دوستوں سے دعا چاہتا ہوں کہ

وہ میرے اس ابتلاء میں میرے لئے دعا کریں

ہاں درد دل سے دعا کریں۔ کہ اللہ تعالےٰ اس امتحان میں مجھے کامیاب کرے۔

(آمین)

الحکم کا اگلا پرچہ
سیرۃ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نمبر

الحکم کا اگلا پرچہ ۲۱/۲۸ مئی ۱۹۵۲ء کا ہوگا

تمام و کمال سیرۃ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مختلف پہلوؤں کو لئے ہوا ہوگا

حضور کے وصال کے بعد الحکم نے اپنے اس

امتیاز کو قائم رکھا ہے اور وہ اپنی زندگی

میں بحولہ تعالےٰ قائم رکھیگا۔

یہ نمبر کسی خاص تعداد میں شائع نہیں ہوگا حسب معمول اسکی اشاعت ہوگی۔ ہاں اگر بعض جماعتیں یا اس نمبر کی مزید کاپیاں لینا چاہیں تو وہ قبل از وقت تعداد سے درخواست کریں بغیر اس کے زیادہ تعداد میں طبع نہ ہوگا۔

قیمت فی پرچہ ۸/

سیرۃ حضرت ام المومنین نور اللہ مرقدہا
پچاس جلدیں مفت تقسیم ہوں گی

آج میں نے الفضل میں سیرۃ ام المومنینؓ (مصنفہ محمود احمد مرحوم) کے اقتباس پڑھے۔ تو میرے قلب میں مسرت اور شکر الٰہی کی ایک موج پیدا ہوئی کہ جس طرح پر اللہ تعالیٰ نے اپنے محض فضل سے الحکم کے ذریعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت کی سعادت پائی اسی رب محسن نے میرے لخت جگر محمود احمد عرفانی کو

سیرۃ ام المومنین کی تالیف کی سعادت روزی کی۔

والحمد للہ علی ذالک۔ یہ سیرۃ اسکی زندگی کا آخری کارنامہ اور اسکی مغفرت کا ایک بڑا ذریعہ ہے۔ جس طرح سلسلہ کے کسی کام کا ذکر الحکم کے بغیر نہ ہو سکے گا جیسا کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فرمایا

حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کی سیرۃ آئندہ اسی اساس پر لکھی جاویگی

اور وہ عزیز مرحوم اور میرے نامہ اعمال میں صدقہ جاریہ کا کام دیگی انشاء اللہ العزیز اس نعمت کے شکریہ میں میں نے چاہا کہ

۵۰ جلدیں نادار مگر مخلص خواتین کی نذر کر دوں۔

ان سے صرف محصول ڈاک وغیرہ کے لئے ایک روپیہ لیا جائے گا اور ان جلدوں کی قیمت میں بیوہ و یتامی محمود احمد عرفانی کو دوں گا جسمیں میرے نیچے بھی شریک رہیں گے۔

دوسرے میں اعلان کرتا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ ورثائے محمود مرحوم خوش ہوں گے کہ لجنات اپنی لائبریریوں کیلئے جو کتابیں خریدیں گی انہیں آخر مئی ۵۲ء تک چھ روپیہ کی بجائے چار روپیہ میں دی جاویں۔ یہ رعایت صرف لجنات کی لائبریریوں کے لئے ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ یہ کتاب ہر گھر میں بطور درس پڑھی جاوے۔ اور ہر انجمن کی لائبریریوں میں رہے ایصال ثواب کا بھی یہ ایک بہترین ذریعہ۔ مفت درخواستیں عرفانی الکبیر الدین بلڈنگ سکندرآباد کے پتہ پر ہوں اور خریداری کی درخواستیں عزیزہ جمیلہ بیگم دفتر الحکم عیدگاہ روڈ کراچی ۱۰ کے پتہ پر

میں ان دوستوں کو بھی توجہ دلاتا ہوں جنہوں نے اسکی متعدد جلدیں خریدنے کا وعدہ کیا اور مرحوم کی وفات پر خاموش ہو گئے۔ سیرۃ ام المومنین اللہ تعالیٰ کی نعمت اور آیات اللہ کا ذکر ہے۔ یقیناً اس کے پڑھنے سے ہمارے گھروں میں ایک نئی دنیا پیدا ہو سکتی ہے اللہ تعالیٰ ہم پر رحم فرمائے۔ **عرفانی الکبیر**

ایک امریکی پادری اور اسلام کا مستقبل

نیویارک ۳ مئی سینٹ پیٹرک کے گرجا گھر میں پادری ملٹن جے شن نے ایک بڑے اجتماع کو مخاطب کرتے ہوئے دنیا کے موجودہ حالات اور اسکی اخلاقی گراوٹ پر ایک جامع اور ٹھوس تقریر کی — امریکی اور روسی طرزِ حکومت پر سخت نکتہ چینی کرتے ہوئے کہا کہ آج ہم امریکی باشندے یہ دیکھ رہے ہیں کہ ہماری اخلاقی حالت دن بدن گرتی جا رہی ہے اور جس کا امکان ہے کہ اگر چند دن بھی حالات بدستور قائم رہے تو آئندہ چند سالوں تک اخلاق کی تمام مقدس قدریں ملیا میٹ ہو جائیں اور انسانیت صدیوں پیچھے دھکیل دی جائے اس کے بعد انہوں نے طرزِ زندگی پر اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ سویٹ روس نے اپنے کمیونسٹ نظام کے تحت ۳۰ سال کے عرصہ میں ایک روسی شہری کی انفرادیت کو کچل کر اخلاقی شخصیت کا علم تباہ کر دیا ہے اور اخلاقی طاقتوں کو مادیت کی بنیادوں پر پائی جاتی ہے حالانکہ مادی اقتدار اور مالی خوش حالی کو اس وقت تک کوئی اہمیت نہیں ہے۔ انسان کو روحانی طور پر آسودگی اور پاکیزگی میسر نہ آئے موصوف نے کہا کہ روسی نظام خدا کا دشمن ہے اور امریکی نظام میں خدا کا وجود نہیں ہے۔ ایشیائی عوام کی بے چینی کا تذکرہ کرتے ہوئے پادری نے کہا ایشیائی عوام اس وقت دو گروہوں میں بٹے ہوئے ہیں۔ لیکن وہ بہت جلد ان نظاموں سے متنفر ہو جائیں گے۔ اور آخر میں اس نظام کو اپنائیں گے جنکو وہ صدیوں سے فراموش کر چکے ہیں۔ اور وہ نظام اسلامی نظام ہے انہوں نے کہا کہ اس کا امکان موجود ہے کہ مستقبل قریب میں مسلمان ساری دنیا کی قیادت سنبھال لیں گے۔

احمدی خواتین کا صفحہ

مسلسل

سلک مروارید

(۱۰)

سلیمہ - میری تو خوب سمجھ میں آگیا۔ جیسے آرسی میں آئینہ - جو بات ان موئے مولویوں اور ولیوں نے گھڑ رکھی ہے۔ اس میں ہمارے نبی کی توہین ہے - میں تو اب اس موئے ناپاک عقیدہ کو نہیں مان سکتی۔ مسیح اونچے آسمان پر جائیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم زمین پر دفن ہوں۔ محمد کی امت بگڑے عیسیٰ سنوارنے کو آئیں۔ الٰہی تیرے صدقہ تیرے قربان ایسے گندے نجس عقیدے رکھنے والوں سے بچا۔ وہ زبان کیوں نہ جل جائے۔ جو ایسی باتیں کہے۔ وہ دل کیوں نہ تباہ و برباد ہو جائے۔ جس میں دو جہاں کے سردار کی توہین کا عقیدہ ہو۔

فہمیدہ - اچھی آپا - ذری تم ہی بتاؤ کہ حضرت مرزا صاحب نے ان مولویوں کو اگر یہ سمجھایا - کہ تم ایسا عقیدہ بھونڈا نہ رکھو - تو بُرا کیا کیا؟

سلیمہ - میری پیاری آپا! ایسے آدمی پر دل و جان سے قربان ہونا چاہیئے - جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و حرمت کا بھوکا پیاسا ہو۔ ہم لوگ دھوکے میں رہے۔ پورے طور پر کسی نے سمجھایا نہ آپ کی کتابوں کو پڑھا۔ اب تو رات بڑی چلی گئی ہے۔ نہیں تو ایک بات جو پوچھنی باقی رہ گئی ہے - اس کا بھی فیصلہ کر لیتی -

فہمیدہ - وہ بھی پوچھ لو۔ اگر نیند آگئی ہے تو خیر کسی دوسرے وقت سہی -

سلیمہ - نہیں اب سو رہو - صبح کو بہت جلد اٹھنا ہوتا ہے۔ کل دوپہر کو انشاءاللہ فیصلہ کروں گی۔ بہن خدا کا شکر ہے۔ بڑی بڑی غلطیوں پر اطلاع ملی۔ موت کا کچھ اعتبار نہیں۔ میں تمہیں گواہ کر کے اتنا کہتی ہوں کہ تم گواہ رہو۔ کہ اب یہ میرا اعتقاد نہیں کہ حضرت عیسیٰ زندہ آسمان پر گئے - اور وہی نبی کریم خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آئیں گے۔ میں مانتی ہوں کہ اُن کی وفات ہو گئی - اور ان کا سلسلہ ان پر ختم ہو گیا اور ہمارے نبی کریم بھی دنیا جہان کی طرح ضرور فوت ہو گئے - مگر وہ زندہ ہیں - کہ ان کا سلسلہ جاری رہا اور قیامت تک رہے گا۔ آپ کی اُمت کی درستی کے لئے کوئی غیر نبی نہیں آئیگا اور جو آئے گا تو آپ ہی کا امتی آپ ہی کا خادم آئے گا - اور حضرت مرزا صاحب کی شان عالی میں جو میں برا بھلا کہتی تھی - اے اللہ پاک مجھے بخش کہ میں نے ناسمجھی سے کہا۔ مجھ پر اتنا کھل گیا ہے - کہ وہ تیرے دین کا حامی اور تیرے پاک نبی کی شان بڑھانے والا اور اُس کو زندہ نبی ثابت کرنے والا ہے - ہاں ابھی آپ کے دعووں کے متعلق جو تھوڑا سا شبہ ہے اُسے دور کر اور سمجھا - آمین

یہ دعا کرنے کے بعد سلیمہ خاموش ہو گئی - دل ہی دل میں کچھ سوچتی رہی - فہمیدہ یہ باتیں سن کر بہت خوش ہوئی - اور جامہ میں پھولی نہ سمائی - اور اسی خوشی میں نیند کافور ہو گئی - مگر بہن نے جو کہدیا تھا خاموش پڑی رہی - اور اسی حالت آنکھ لگ گئی -

چھٹا باب

وحشت ناک خط

صبح ۵ بجے کے قریب دونوں بہنیں اٹھیں اور ضروریات سے فارغ ہو کر نماز فجر پڑھنے میں مصروف ہو گئیں - نماز سے فارغ ہو کر دونوں اپنی اپنی جگہ پر قرآن شریف کی تلاوت کر رہی تھیں - کہ چٹھی رساں نے دروازہ پر پکارا -

چٹھی رساں - مرزا صاحب -

چٹھی رساں کی آواز سن کر ایک لونڈی دوڑی ہوئی گئی - اور اس نے ایک ملفوف خط لاکر فہمیدہ کے ہاتھ میں دیا - فہمیدہ نے کھول کر پڑھنا شروع کیا -

برادر من! السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ آپ شاید اس خبر کے سننے کے واسطے تیار نہ ہوں گے - جو میں اس خط کے ذریعہ سناتا ہوں آپ کو معلوم ہو گا - کہ یہاں سہارنپور میں پادریوں کا بہت بڑا اسکول ہے - اور بہت بڑا زور ہے - زنانہ مشن کی عورتیں بھی گھروں میں آیا جایا کرتی ہیں میں نے بدقسمتی سے ایک مس صاحبہ کو اپنے گھر میں آنے کی اجازت دیدی تھی - کہ چھوٹی لڑکیوں کو کچھ دستکاری سکھا دیا کرے - چنانچہ ایک عرصہ سے مس دانی ہمارے یہاں آیا کرتی تھی - پھر اس نے رفتہ رفتہ اس محلہ میں ایک زنانہ سکول جاری کر کے ہمشیرہ عزت خاتون کی نگرانی میں دے دیا تھا - اور پندرہ روپے ماہوار بھی اُسے ملتے تھے - چونکہ عزیزہ عزت خاتون جیسا کہ تمہیں معلوم ہے بیوہ تھی - میں نے اس پر کوئی اعتراض نہ کیا بلکہ عزت خاتون کی آئندہ زندگی کے لئے معاش کا بہترین ذریعہ سمجھ کر اُسے اجازت دیدی تھی - اور مدرسہ کئی سال سے اچھی حالت پر چل رہا تھا - ہم کو ایک منٹ کے لئے بھی وہم نہ گذرتا تھا کہ عزت خاتون پر عیسائی عورتوں کا کوئی جادو چل جائے گا مگر خدا جانے یہ کیا معاملہ حیرت انگیز ہوا کہ اندر ہی اندر کھچڑی پکتی رہی اور یک بیک عزت خاتون مشن کے احاطہ میں چلی گئی ہے - اور اگلے اتوار کو سنا جاتا ہے کہ بپتسمہ دیا جائے گا -

بھائی اس وحشت اثر واقعہ نے سارے گھر میں ایک کہرام برپا کر دیا ہے کسی کو کچھ کرتے دھرتے نہیں بنتی - بڑی مشکل سے میں عزت کو ملا - کوئی جبر اس پر کر نہیں سکتے - کیونکہ وہ خود لکھی پڑھی اور پچیس برس کی عورت ہے - نابالغ ہوتی تو قانونی چارہ جوئی کر سکتے تھے - وکلاء سے مشورہ لیا - کوئی تدبیر کارگر نہیں ہوتی - عزت خاتون کہتی ہے - کہ اسے صرف عیسائی مذہب کی خوبی مجبور کرتی ہے - کہ عیسائی ہو جائے اس نے ظاہر کیا ہے - کہ اگر عیسائی مذہب اسلام کے مقابلہ جھوٹا ثابت ہو جائے تو وہ مسلمان ہو سکتی ہے - میں نے بہت کچھ دلائل دیئے - کوئی نتیجہ عمدہ نہ نکلا - بہتر ہے کہ اس خط کو دیکھتے ہی سلیمہ اور فہمیدہ کو ساتھ لے کر جلد سہارنپور پہنچو - میں نے عزت خاتون سے وعدہ کیا ہے کہ مولوی عبدالرشید صاحب سے جو یہاں مشہور مولوی ہیں - اُن کے اعتراضوں کا جواب دلا دوں - امید تو ہوتی ہے کہ اس تجویز سے فائدہ مترتب ہو اور سلیمہ اور فہمیدہ سے اُس کو خاص اُنس ہے - کیا تعجب کہ ان کی ملاقات کچھ بہتر نتیجہ پیدا کرے - بہرحال آپ جلد تشریف لائیں زیادہ کیا لکھوں - کچھ عرض نہیں کر سکتا کہ کیا ہو رہا ہے ____ خاکسار سلیم اللہ عفی عنہ

اس خط وحشت نمط کے سنتے ہی گھر والوں کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے مرزا دانش دورے پر تھے - روانگی کا انتظام جلد ہونا چاہیئے تھا سلیمہ زار و زار روتی تھی اور منہ سے کوئی بات نہ نکلتی تھی - فہمیدہ نے سوچا - کہ یہ اچھا خاصہ موقع ہے حضرت اقدس موعود کے سلسلہ کی صداقت اور عظمت کے قائم کرنے کا اس موقع پر مردانہ وار تقریر کرنے کا اور عزت خاتون کو تبلیغ کرنے اور اس کے اعتراضوں کے جواب دینے کا - اپنے دل میں عزم کیا - اور خدا سے دعا مانگی - اور اپنی ساس سے اس منشاء کو بیان کر کے سہارنپور چلنے کا ارادہ کیا - علم النساء نے بھی مناسب سمجھا اور دونوں بہنوں کو اجازت دے دی - کہ سہارنپور چلی جائیں - مرزا دانش کے چھوٹے بھائی مرزا فہیم کو جو بارہ تیرہ برس کا تھا - ساتھ جانے کے لئے کہدیا - چنانچہ مرزا فہیم نے والدہ کے ارشاد کے موافق سہارنپور کو ایک تار دیدیا - کہ اڑھائی بجے کی گاڑی میں ہم امرت سے روانہ ہوں گے - اس وقت سے وہ سارا وقت تیاری میں گذرا - اور اڑھائی بجے کی گاڑی میں فہمیدہ سلیمہ اور فہیم سہارنپور کو روانہ ہوئے -

ساتواں باب

عزت خاتون سے ملاقات

سہارنپور پہنچتے ہی فہمیدہ نے اپنے بہنوئی مولوی سلیم اللہ صاحب سے کہا کہ جس طرح ممکن ہو ابھی عزت خاتون سے ملاقات کرا دو - مگر سلیم اللہ اپنی کوشش میں کامیاب نہیں ہوئے - کیونکہ عزت خاتون بھائی سے وعدہ کر چکی تھی کہ مولوی عبدالرشید سے جمعرات کے روز وہ اپنے شکوک بیان کرے گی - اس سے پہلے وہ کسی کو نہ ملے گی اس لئے فہمیدہ کو مجبوراً آج کا دن صبر کرنا پڑا -

دوسرے دن کوئی ساڑھے نو بجے کے قریب مولوی سلیم اللہ کو اطلاع ملی - کہ وہ مولوی عبدالرشید کو بلا لیں - عزت خاتون خود اُن سے سوال کرے گی - چنانچہ مولوی سلیم اللہ نے نہ صرف مولوی عبدالرشید صاحب کو بلکہ سہارنپور کے دوسرے مولویوں کو بھی بلا لیا - تاکہ عزت خاتون پر کوئی رعب اور اثر پڑ سکے - آخر گیارہ بجے کے قریب اسی زنانہ سکول میں اچھا خاصہ مجمع ہو گیا - فہمیدہ اور سلیمہ اور دوسری عورتیں بھی گھر کے ایک کمرے میں پردہ کرا کر بیٹھ گئیں - عزت خاتون بند گاڑی میں بیٹھ کر مس وانی اور مس ہولٹ اور دوسری دیسی اور ولایتی مشنری عورتوں کے ساتھ آئی - اُس وقت تک عزت خاتون نے پردہ کو نہیں چھوڑا تھا - سب سے پہلے آتے ہی وہ فہمیدہ اور سلیمہ اور دوسری عورتوں سے ملی سلیمہ تو اسکو دیکھ کر بیتاب ہو کر روئی - مگر فہمیدہ نے اس سے یوں کلام کیا -

باقی آئندہ

ایک مخلص افغان صحابی کی وفات

عزیز مکرم میاں عبداللہ خاں افغان ۱۷-۱۸ اپریل ۱۹۵۲ء کی درمیانی رات کو ۱۲ بج کر ۲۰ منٹ گذرے دارالامان قادیان میں فوت ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

مرحوم ایک مشہور اور ممتاز قبیلہ منگل کے فرد تھے یہ قبیلہ اپنی شجاعت۔ آزادی میں ممتاز رہا ہے مکرم میاں عبداللہ خاں صاحب کا خاندان اپنی دینی صلاحیتوں اور تقویٰ کے لحاظ سے بھی نمایاں امتیاز رکھتا تھا۔ اس خاندان کی روحانی تربیت حضرت صاحبزادہ عبداللطیف شہید رضی اللہ عنہ کی صحبت میں ہوئی۔ عجیب بات ہے کہ اس خاندان کا ہر فرد اعمال صالحہ اور تقویٰ کی راہوں پر ہر حالت میں گام زن رہا۔ مرحوم کے والد مکرم حضرت میاں عبدالغفار خاں رضی اللہ عنہ ایک شب زندہ دار اور مسجد مبارک کے عرصہ دراز تک مؤذن رہے اور آپ کے دوسرے بھائی حضرت مولوی عبدالستار خاں صاحب رضی اللہ عنہ اپنے روحانی مقام میں ایک خاص مرتبہ رکھتے تھے صاحب کشف والہام تھے اور عام طور پر بزرگ صاحب کے نام سے موسوم تھے ان کے اور ایک بھائی ملا میر حضرت شہید مرحوم کی جاگیر لوزنگ سرائے ضلع خوست میں مخلصانہ خدمات بجا لاتے تھے۔ اور قادیان بھی آتے رہتے تھے ایک مرتبہ بہت دنوں تک یہیں کے ہو رہے۔

مکرم میاں عبداللہ خاں میں وہ تمام صفات موجود تھیں اور وہ ایک وفادار اور جانثار سپاہی احمدی جماعت کا تھا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے اہل بیت کے ساتھ اخلاص کا جذبہ اس نے اپنی خاندانی میراث میں پایا تھا۔ ایک عرصہ تک حضرت حجۃ اللہ نواب محمد علیخاں صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت کا شرف بھی اسے حاصل تھا موقع ملا تو تفصیل سے مرحوم کے حالات لکھوں گا۔

جب حضرت شہید مرحوم کا واقعہ ہوا تو چونکہ منگل قوم کا بڑا حصہ حضرت شہید مرحوم کا مرید تھا۔ انہوں نے امیر کابل سے قصاص لینے کا عزم کیا اور منگل قوم کی تاریخ بتاتی ہے کہ وہ ہمیشہ ایک شجاعت کا پیکر رہی ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور منگل قوم کے احمدیوں نے اجازت طلب کی کہ ہم کو اجازت دی جائے کہ ہم قصاص لیں حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام، نے فرمایا کہ تم صبر کرو۔ اللہ تعالیٰ شدید العقاب ہے۔ مجھے ان واقعات اور اس کے نتائج کا علم دیا گیا ہے تم دیکھ لوگے کہ

یہ خون شہادت کیا رنگ لاتا ہے

اور دنیا نے دیکھ لیا کہ شہید مرحوم اور دوسرے احمدیوں کی شہادت نے، افغانستان کی اس حکومت کو تہ و بالا کر دیا۔ اور نادر شاہ کے خاندان میں اسے منتقل کر دیا۔

غرض میاں عبداللہ خاں صاحب ایک مخلص۔ وفادار۔ جان نثار صحابی ابن صحابی کی زندگی جیا اور ایک عبد مومن کی حالت میں اپنے مولیٰ کریم کے حضور چلا گیا۔ اس کی زندگی قادیان کی خدمت میں گذری اور اس کی موت اسے

زندہ جاوید بنا گئی

اس موت پر ہزاروں زندگیاں قربان ہو سکتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم میں ایسی ہی روح پیدا کرے دردمند عرفانی الکبیر سے اس خاندان کو ہمیشہ بے ریا محبت رہی اللہ تعالیٰ اسکی جزا ہو۔

عرفانی الکبیر

میری زندگی کے نشیب و فراز

اللہ تعالیٰ نے توفیق بخشی تو میں جون ۱۹۵۲ء کی پہلی اشاعت سے ایک سلسلہ مضامین مندرجہ عنوان کے ساتھ انشاء اللہ العزیز لکھوں گا۔ جو الحکم کی تاریخی داستان ہو گی۔ اور میری اخباری زندگی کا ایک باب۔ مجھ سے بارہا مخلص احباب نے حالات زندگی لکھنے کو کہا میں نے اسکو ضروری نہ سمجھا لیکن اب میں چاہتا ہوں کہ الحکم کی تاریخ کے سلسلہ میں اپنی زندگی کے مختلف منازل کا بھی ذکر کردوں اس سلسلہ میں میرا مقصد منظور ہے گذارش احوال واقعی ہی ہے جن منزلوں سے میں گذر رہا ہوں ان کا بیان ممکن ہے۔ احباب کے لئے نہ صرف دلچسپی کا بلکہ ایک سبق کا بھی ذریعہ ہو سکتا ہے میری زندگی کا مرکزی نقطہ یہی ہے۔

ما قصہ سکندر و دارا نخواندہ ایم
از ما بجز حکایت مہر و وفا مپرس

عرفانی الکبیر

قبر کے عذاب سے بچو

۱- خدا تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے یَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ اُنَاسٍۢ بِاِمَامِهِمْ یعنی جس دن ہم تمام لوگوں کو اپنے اپنے امام کے ساتھ بلائینگے۔ (سورۃ ۱۷ آیت ۷۱)

۲- سردار انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں "من لم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃ جاھلیۃ" یعنے جو شخص اپنے زمانہ کے امام کو شناخت کئے بغیر مرا وہ یقیناً جاہلیت کی موت مرا۔ یعنی اسلام کے پہلے کی جاہلیت کے زمانے کے کافروں کی موت مرا۔

۳- پھر حضورؐ نے امام الزماں کی یہ نشانی بتلائی کہ:۔ "اِنَّ اللّٰہَ یَبْعَثُ لِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ عَلٰی رَاْسِ کُلِّ مِائَۃِ سَنَۃٍ مَنْ یُّجَدِّدُ دِیْنَھَا۔" یعنی وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسلامی صدی کے شروع میں ظاہر ہو گا اور اصل اسلام دنیا میں آشکار کرا دیگا مقرر کیا جائیگا۔

۴- حضور نے یہ بھی فرمایا کہ جس کا ربانی، امام نہ ہو گا شیطان اس کا امام ہو گا۔

۵- حضور نے یہ بھی فرمایا کہ اسلام کے ۷۳ فرقہ ہو جائینگے سب کے سب جہنمی ہونگے سوائے ایک کے اور جنتی فرقہ کی یہ نشانی بتائی کہ مَا اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ۔ یعنی جو کام آپؐ اور آپؐ کے اصحاب کرتے تھے آپؐ اور آپؐ کے اصحاب کا اصل کام تبلیغ اسلام تھا اس زمانہ میں تبلیغ کا کام پاکستان و ہندوستان کے علاوہ تمام غیر ممالک میں سالہا سال سے مشن قائم کر کے صرف احمدیہ جماعت ہی کر رہی ہے اس کے سوا اور کوئی نہیں کیا اس لئے حضورؐ کے ارشاد کے مطابق یہی ایک ناجی فرقہ ہے۔

۶- حضورؐ نے یہ بھی فرمایا کہ ہر شخص کی وفات پر منکر و نکیر نامی دو فرشتے آئینگے اور یہ سوال کریں گے کہ تو نے اپنے زمانے کے امام کو مانا یا نہیں۔ ماننے والے کے لئے جنت اور نہ ماننے والے پر اسیوقت سے عذاب شروع ہو جاتا ہے (صحیح بخاری) اس زمانے کے ربانی امام کی حقیقت معلوم کرنے کے صرف ایک کارڈ روانہ کرنے پر لٹریچر مفت ارسال کیا جاتا ہے۔

عبداللہ الہ دین۔ الہ دین بلڈنگ سکندر آباد۔ دکن

درخواست دعا

میرے عزیز بچے عبدالوہاب اور دو بھانجوں نے۔ الف۔ ایس۔ سی کا امتحان دیا ہے۔ احباب سے درخواست ہے کہ ان کی اعلیٰ درجہ کی کامیابی کے لئے دعا فرماتے رہیں اور عند اللہ ماجور ہوں۔

خاکسار فضل الرحمٰن حکیم سابق مبلغ مغربی افریقہ

ہفتہ وار ... کراچی رجسٹر نمبر ایس ۳۸۹

-30/

بخدمت جناب غلام رسول صاحب احمدی
سکریٹری مال جماعت احمدیہ
خادی وال۔ ضلع گجرات